درس قرآن ڈاٹ کام

خواتین کے لئے درس قرآن ڈاٹ کام کا آن لائن میگزین

PAYAM-E-HAYA

ای میگزین

پیامِ حیاء

شمارہ نمبر
50

ذی القعدہ 1446ھ MAY 2025

بنیانٌ مرصوص

يقيناً اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے
جو اس راہ میں صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں
گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں (سورۃ الصف ۴)

کھوئی ہوئی روشنی

یومِ تکبیر

مضبوط دفاع، خوشحال پاکستان

مضامین	صفحہ نمبر
قرآن وحدیث	3
نعت (ساجدہ بتول)	4
خیزُران اور مُریّہ بنت مَروان ...	5
انسانی ہمدردی کا ایک سبق آموز واقعہ (حضرت مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب	
کھوئی ہوئی روشنی (مفتی عبدالرحمن سعید	7
مضبوط دفاع، خوشحال پاکستان (فاطمہ سعید الرحمن)	9
خود کو سیکھنے کا موقع دیں (ابو محمد)	10
سیرت النبی ﷺ (زوجہ اقبال)	12
آپ بیتی (سیمار ضوان)	13
پاک فوج ہم تمہارے ساتھ ہیں (ام حسن)	14
پاک بھارت کی جنگ مولانا صاحب کا بیان (خدیجہ)	15

مضامین	صفحہ نمبر
یکم مئی اور محنت کش خواتین (عذرا خالد)	16
جب عقل چھٹیوں پر گئی (رقیہ عطاء اللہ)	18
میری ذات ذرہ بے نشان (ساجدہ بتول)	19
فلسطین کی پکار (سویرا جاوید)	20
اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو۔۔(ام صالحہ)	22
وہ لڑکی جو دنیا کو جینا سکھا گئی (یوسف سراج	23
کسک (سہیمہ بتول)	25
خواتین کے مسائل (دارالافتاء الاخلاص	27
خواتین کے لئے گرمیوں میں بیوٹی ٹپس (رابعہ نوید)	28
تبصرے	29
گرمیوں کے مشروبات۔۔(عائشہ صدیقہ)	30

Published at

www.Darsequran.com

پیام حیاء ٹیم

مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب
نائب مدیر: مفتی عبدالرحمن سعید
ایڈمن وایڈیٹر: فاطمہ سعید الرحمن
معاونات: سیمار ضوان۔ ناجیہ شعیب احمد۔ عذرا خالد

کلامِ الٰهی

بیشک اللہ تعالٰی ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ جہاد کرتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں۔

(الصف: ۴)

کلامِ نبوی ﷺ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین قسم کے افراد ایسے ہیں جن کا ضامن اللہ تعالیٰ ہے: ایک وہ جو اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے نکلے، اللہ اس کا ضامن ہے یا اسے وفات دے کر جنت میں داخل کرے گا، یا اجر اور غنیمت کے ساتھ واپس لوٹائے گا، دوسرا وہ شخص جو مسجد کی طرف چلا، اللہ اس کا ضامن ہے یا اسے وفات دے کر جنت میں داخل کرے گا، یا اجر اور غنیمت کے ساتھ واپس لوٹائے گا، تیسرا وہ شخص جو اپنے گھر میں سلام کر کے داخل ہوا، اللہ اس کا بھی ضامن ہے“۔

(سنن ابی داود: ۲۴۹۴، باب فَضْلِ الغَزْوِ فِي البَحْرِ)

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ساجدہ بتول

گنہگارو نہ گھبراؤ حشر کے سخت منظر سے
کہ مجرم کے لیے ہی تو بنا اسم محمد ہے

محمد نام ایسا ہے دلوں میں رنگ بھرتا ہے
جمال و حسن روح و قلب کا اسم محمد ہے

نہ کیوں پورے محمد پہ میں ہو جاؤں بھلا قرباں
کہ ٹکڑے اور گھائل کر گیا اسم محمد ہے

سزاؤں سے بچیں مجرم گناہوں کی بھی ہو بخشش
معافی جرم کی عفو خطا اسم محمد ہے

ہر اک اپنے پرائے پہ تو ہے سایہ یہ الفت کا
وفا ایثار ہے جود و سخا اسم محمد ہے

محمد نام لیتی ہوں تو دل کو چین ملتا ہے
تسلی ہے دلاسہ حوصلہ اسم محمد ہے

محمد نام ہی ہے صرف قرب خاص مولا کا
سلوک و عشق کا بس راستہ اسم محمد ہے

محمد میں ہیں پنہاں راز رحمت اور رحماں کے
لطائف اور معارف سے بھرا اسم محمد ہے

بفیض شیخ ہے حاصل محمد کی دعا مجھ کو
بفیض شیخ ہی میں نے پڑھا اسم محمد ہے

بفیض شیخ فیصل فیصلے کی حس ملی مجھ کو
بفیض شیخ ہی میں نے چنا اسم محمد ہے

نہیں کچھ چاہیے مجھ کو محمد کی ہی چاہت ہے
طلب خواہش تڑپ اور مدعا اسم محمد ہے

محمد نام لیتی ہوں تو دل کے تار چھڑتے ہیں
کہ سوز و ساز کی پیاری صدا اسم محمد ہے

جو ہو تم دور مولا سے محمد کو ہی بس تھامو
بشر اور رب میں پختہ واسطہ اسم محمد ہے

محمد ہی تو اپنے ہیں محمد ہی سہارا ہیں
بتول اب تو مرا بس آسرا اسم محمد ہے

بنا قرآں وہ لا تحزن کہ ہر مومن رہے شاداں
حزیں مومن کے دل کا تو مزہ اسم محمد ہے

خَیزُران اور مُریّہ بنت مروان ...

انسانی ہمدردی کا ایک سبق آموز واقعہ

مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب

مہدی کی سیرت اور حسن سلوک کے ذیل میں اس کی بیگم خَیزُران اور ایک اموی شہزادی مریہ کا واقعہ بڑا سبق آموز ہے۔

خیزران ایک باندی تھی جو اپنی خوبیوں کی بدولت مہدی کے دل میں گھر کر گئی تھی۔ خلیفہ بننے کے دوسرے سال مہدی نے اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا تھا۔ وہ مہدی کے دونوں بیٹوں: ہارون اور ہادی کی ماں تھی۔

یہی ملکہ خیزران ایک دن زنانہ محل کے صحن میں تخت پر براجمان تھی۔ دائیں بائیں قالین بچھے تھے جن پر شہزادیاں تکیے لگائے بیٹھی تھیں۔ کنارے پر باندیاں دست بستہ کھڑی تھیں۔ اتنے میں دروازے پر ایک مفلوک الحال عورت آئی۔ خیزران سے ملاقات کی اجازت مانگی۔ محل کی خادمہ نے نام پوچھا تو اس نے کہا کہ ملکہ ہی کو بتا سکتی ہوں۔ خیزران نے اسے اندر بلایا۔ بوسیدہ کپڑے پہنے ایک خوش شکل اور باوقار عورت اندر داخل ہوئی، وہ قالین کے کنارے پر آ کر رک گئی، نحیف سی آواز میں سلام کیا اور بولی: "اے زوجہ امیر المومنین! میرا نام مریہ ہے۔ آخری اموی خلیفہ مروان بن محمد کی بیٹی ہوں۔ گردشِ ایام نے تباہ کیا اور اس حال کو پہنچی۔ آج کوئی نہیں جو میری پردہ پوشی کرے۔

یہ سن کر خیزران کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

مگر ساتھ بیٹھی ایک شہزادی زینب بنت سلیمان کو پرانی تلخ باتیں یاد آ گئیں، اس نے جلدی سے خیزران کو کہا:

"زوجہ امیر المؤمنین! اللہ نہ کرے کہ آپ اس کے بارے میں رحم دلی برتیں۔

پھر اس نے مریہ کو ڈانٹ کر کہا:

اچھا تو تم وہی مریہ ہو۔ اللہ تمہارا بھلا نہ کرے۔ تم ہمیشہ اسی حال میں رہو جس میں ہو۔ شکر ہے اللہ کا اس نے تمہاری نعمت چھینی، تمہیں رسوا کیا۔ بھول گئیں کہ حران میں ہم تمہارے پاس آئی تھیں تم اس طرح قالینوں پر باندیوں اور سہیلیوں کے جھمگٹے میں بیٹھی تھیں۔ میں نے گڑ گڑا کر فریاد کی تھی کہ تم امام ابراہیم بن محمد کی لاش خلیفہ مروان سے ہمیں دلوا دو کہ اسے نوچا کھسوٹا نہ جائے، کفن دفن کے لیے ہمارے حوالے کر دیا جائے۔ اس وقت تم ہم پر چڑھ دوڑی تھیں اور ہمیں برا بھلا کہہ کر گھر سے نکال باہر کیا تھا۔ میں مجبور ہو کر مروان کے پاس گئی تھی۔ تمہاری بہ نسبت اس نے بہتر سلوک کیا، اس نے کہا کہ مجھے اپنے چچازاد کی موت کا افسوس ہے اور اس کی لاش کی بے حرمتی میرے حکم سے نہیں ہوئی اور بھلا میں اپنے چچازاد کی نعش کی توہین کیسے کر سکتا تھا۔ پھر اس نے مجھے اختیار دیا کہ چاہوں تو وہیں کفن دفن

گردشِ ایام نے تباہ کیا

کرادوں، چاہوں تو لاش کو ساتھ لے جاؤں، میں نے لاش کو ساتھ لے جانا پسند کیا اور مروان نے اسے ساتھ بھیجنے کا انتظام کر دیا۔ اس دن جو سلوک تم نے کیا، اس کے بدلے آج تم بھی اسی طرح نکل جاؤ"!

یہ سن کر مریہ تلخ انداز میں ہنس دی اور بولی:

"بنت سلیمان! شاید تمہیں میرے جیسی بد سلوکی اپنانا اچھا لگا۔ بھتیجی تم نے میرے انجام میں کون سی بھلائی دیکھی جو آج چاہتی ہو کہ تمہارے ساتھ بھی اللہ ویسا ہی کرے جیسا میرے ساتھ کیا۔ میں نے تمہارے گھرانے کے ساتھ جو کچھ کیا۔ اس کے بدلے آج اللہ نے مجھے ذلیل وخوار کر کے تمہارے دروازے پر لا کھڑا کیا ہے۔ اللہ نے تمہیں مجھ پر فوقیت دے کر جو احسان کیا ہے، کیا اس کا شکر تم اس طرح ادا کرو گی؟"

پھر وہ ملکہ خیزران کی طرف دیکھ کر گویا ہوئی:

"زینب نے جو کچھ کہا سچ کہا، میرے اسی سلوک نے میری یہ حالت کی ہے۔ خوش بخت ہے وہ جو دوسرے سے عبرت حاصل کرے۔"

ایک لمحے کی خاموشی کے بعد مریہ السلام علیکم کہہ کر واپسی کے لیے مڑ گئی۔ ملکہ خیزران سے برداشت نہ ہوا۔ اس نے شہزادی زینب کو ڈانٹ کر کہا: تمہیں کچھ کہنے کا حق نہ تھا، یہ مجھ سے ملنے آئی تھی۔"

یہ کہہ کر مریہ کی طرف لپکی کہ اسے گلے لگائے۔ مگر مریہ نے پیچھے ہٹ کر کہا: "میری حالت اس قابل نہیں۔ ملکہ خیزران نے باندیوں کو حکم دیا کا اسے غسل خانے میں لے جائیں۔ باندیاں کچھ دیر اسے نہلا دھلا بنا سنوار کر نئے لباس میں لے آئیں۔ خیزران نے اسے گلے سے لگایا اور ساتھ تخت پر بٹھایا۔ اتنے میں دستر خوان لگا دیا گیا۔ خیزران نے اسے اچھی طرح کھلایا پلایا۔ پھر پوچھا:

"پیچھے تمہارے گھر میں کون ہے؟"

بولی: "اللہ کے سوا کوئی نہیں، روئے زمین پر کوئی عزیز رشتہ دار نہیں۔

خیزران نے فوراً کہا: "تو میرے ساتھ چلو! محل کی جو کوٹھی چاہو پسند کر لو۔ جب تک زندہ ہیں ساتھ رہیں گے۔" خیزران مریہ کو ساتھ لے گئی۔ جو کوٹھی اسے اچھی لگی تمام ساز وسامان کے ساتھ اس کے نام کر دی، ایک خطیر رقم بھی دے دی۔ مہدی دربار سے لوٹا تو یہ قصہ سن کر خیزران سے خوش ہوا اور شہزادی زینب کو ملامت کرتے ہوئے بولا:

اللہ سے ڈرو! اس کی نعمتوں کا شکر کیا ایسے ادا کیا جاتا ہے؟ اگر میرے دل میں تمہاری عزت نہ ہوتی تو عمر بھر تم سے بات نہ کرتا۔" پھر خادم کے ہاتھ مریہ کے لیے دراہم کی سو تھیلیاں بھیجیں اور ساتھ یہ پیغام دیا:

"آپ کی یہاں تشریف آوری سے مجھے اس قدر خوشی ہوئی ہے کہ پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ میں آپ کا بھائی ہوں، آپ کو جس چیز کی ضرورت ہو تو فوراً کہے گا، اسے پورا کرنا میری ذمہ داری ہے۔"

کھوئی ہوئی روشنی

مفتی عبدالرحمن سعید

حصہ اول: بچپن کی معصومیت

ایک چھوٹے سے شہر میں ایک متوسط طبقے کا گھرانہ آباد تھا۔ گھر کے سربراہ احمد صاحب ایک سرکاری ادارے میں ملازمت کرتے تھے اور ان کی بیوی زینب ایک تعلیم یافتہ خاتون تھیں، جنہوں نے شادی کے بعد اپنے کیریئر کو خیرباد کہہ کر بچوں کی پرورش کو اپنا مقصد بنا لیا تھا۔ ان کے دو بچے تھے، ایک بیٹا علی اور ایک بیٹی فاطمہ۔

زندگی کے ابتدائی دن بڑے خوشگوار تھے۔ بچوں کے ہاتھ میں کھلونے ہوتے، گھر میں قرآن کی تلاوت سنائی دیتی، اور رات کو سونے سے پہلے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہانیاں سنائی جاتیں۔ فاطمہ کی نانی اور علی کے دادا جی اکثر انہیں صحابہ کرام کے ایمان افروز واقعات سنایا کرتے۔ ایسا لگتا تھا جیسے یہ گھر ایک چھوٹا سا دینی مدرسہ ہو۔

حصہ دوم: تبدیلی کی ہوا

وقت گزرتا گیا۔ احمد صاحب نے نئی گاڑی لی، زینب نے گھر کی سجاوٹ پر توجہ دینی شروع کی، اور علی کی ضد پر ایک اسمارٹ فون آ گیا۔ ابتدائی طور پر یہ فون صرف آن لائن کلاسز کے لیے تھا، لیکن جلد ہی یوٹیوب، گیمز، اور سوشل میڈیا نے اس کی دنیا کو بدل کر رکھ دیا۔

فاطمہ نے بھی اسکول میں "ماڈرن" بننے کے لیے قرآن پڑھنے کے بجائے انگریزی گانے یاد کرنا شروع کر دیے۔ زینب جو کبھی بچوں کے ساتھ بیٹھ کر نعتیں سناتی تھیں، اب انسٹاگرام پر کھانے پکانے کی ویڈیوز دیکھنے میں مصروف ہو گئیں۔ احمد صاحب کو بھی اس سے کوئی فرق نہ پڑا، انہیں بچوں کے اچھے گریڈز سے غرض تھی، بس۔

حصہ سوم: روحانی خلا

رفتہ رفتہ گھر سے دین کا نور جاتا رہا۔ صبح کے وقت اذان سنائی دیتی تھی لیکن کسی کو نماز کی فکر نہ ہوتی۔ علی کا دل گانوں، فلموں اور ویڈیوز میں لگ چکا تھا۔ فاطمہ اپنے کمرے میں گھنٹوں موبائل استعمال کرتی۔ زینب کو کبھی کبھی خیال آتا، لیکن وہ خود بھی دین سے دور ہو چکی تھیں۔ ایک دن علی اسکول میں ایک بہت بڑی بدتمیزی میں ملوث پایا گیا۔ اسکول نے احمد صاحب کو بلایا، اور وہ سخت شرمندہ ہوئے۔ واپسی پر وہ کافی پریشان تھے۔

انہوں نے زینب سے کہا:

"ہم نے بچوں کو سب کچھ دیا، تعلیم، موبائل، ہر

سہولت... پھر یہ سب کیوں ہوا؟"

زینب کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے۔ وہ جانتی تھیں کہ اصل وجہ دین سے دوری ہے۔ جب قرآن کو چھوڑ دیا جائے، سیرت کی جگہ سیریز آ جائے، تو تربیت کا معیار خود بخود گر جاتا ہے۔

حصہ چہارم: ایک نیا آغاز

اسی رات زینب نے یوٹیوب پر ایک عالم دین کا بیان سنا۔ وہ کہہ رہے تھے:

"اے ماں! اگر تُو خود دین سے دور ہے تو اپنے بچے کو کیسے دین سکھائے گی؟ اور اے باپ! تُو اگر نماز نہیں پڑھتا، تو تیرا بیٹا کیسے نمازی بنے گا؟"

زینب کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔

انہوں نے تہیہ کیا کہ اب تبدیلی لانی ہے۔ اگلے دن صبح کے وقت پہلی بار انہوں نے اذان کے ساتھ نماز پڑھی۔ علی اور فاطمہ حیران ہوئے، مگر وہ دن اُن کے لیے ایک نئی شروعات کا دن تھا۔ زینب نے بچوں کے موبائل سے غیر ضروری ایپس ہٹا دیں، اور ان کی جگہ "قصص الانبیاء"، "سیرت النبی" اور بچوں کے لیے اسلامی ایپلی کیشنز انسٹال کیں۔ علی کو قاری صاحب کے پاس قرآن پڑھنے بھیجا گیا۔ فاطمہ کو اسلامی تاریخ کی کہانیاں پڑھنے کو دی گئیں۔ احمد صاحب بھی کچھ بدلنے لگے۔ اب وہ گھر میں نماز باجماعت کی ترغیب دیتے، جمعہ کی نماز کے بعد بچوں کو مختصر درس دیتے۔ تھوڑا تھوڑا کر کے، روشنی واپس آنے لگی۔

حصہ پنجم: روشنی کی واپسی

چند مہینے گزرے۔ اب علی حفظ کے لیے مدرسہ جاتا تھا، فاطمہ نے ایک اسلامی رسالے میں مضمون لکھا، اور زینب محلے کی خواتین کے لیے قرآن کلاسز کا اہتمام کرنے لگیں۔ احمد صاحب نے بھی مسجد میں درس دینا شروع کیا، اور ان کے گھر کی فضا پھر سے ایمان سے معطر ہو گئی۔ لوگوں نے کہا: "یہ تو وہی گھر ہے، جہاں بچے فلمیں دیکھتے تھے، اب قرآن سنائی دیتا ہے!"

زینب نے مسکرا کر کہا: "جب ماں باپ بدلتے ہیں، تب ہی گھر بدلتا ہے۔"

نتیجہ: سبق اور پیغام

اس کہانی کا ہر کردار آج کے معاشرے کا آئینہ ہے۔ تربیت صرف دنیاوی تعلیم کا نام نہیں، بلکہ دین کی بنیاد کے بغیر تربیت ادھوری ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ خود دین سیکھیں، اپنے بچوں کو سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام، اور ائمہ کے واقعات سے روشناس کرائیں۔

یاد رکھیں:

اگر ماں باپ خود دین دار ہوں، تو گھر میں موبائل سے زیادہ قرآن کی تلاوت سنائی دے گی۔ اگر والدین اپنی اولاد کی آخرت کی فکر کریں، تو دنیا بھی سنور جائے گی اور دین بھی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اللہ ربّ العزت نے فرمایا: ترجمہ: "اور ان کے مقابلے کے لیے ہر ممکن قوت تیار رکھو۔ "(الانفال:60)

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، جو فرد، خاندان، اور ریاست —— تینوں کی حفاظت اور فلاح کا تصور دیتا ہے۔ ریاستی سطح پر "قوت" اور دفاع کی تیاری کا حکم قرآنِ کریم نے براہ راست دیا ہے۔ اسی پس منظر میں

مضبوط دفاع، خوشحال پاکستان

فاطمہ سعید الرحمن

اگر ہم پاکستان کے قومی نعرے "مضبوط دفاع، خوشحال پاکستان" کو دیکھیں، تو یہ صرف ایک سیاسی نعرہ نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات کی عملی جھلک ہے۔

پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے، جس کی بنیاد "لا الہ الا اللہ" پر رکھی گئی۔ ایسے ملک کی حفاظت صرف جغرافیائی سرحدوں تک محدود نہیں ہوتی، بلکہ اس کے نظریاتی، فکری اور تہذیبی تشخص کی حفاظت بھی دفاع کا لازمی جزو ہے۔ الحمدللہ، پاکستان کی مسلح افواج نہ صرف ملکی سرحدوں کی پاسبانی کرتی ہیں بلکہ قوم کے دل کی دھڑکن بھی ہیں۔ یہ افواج ہر محاذ پر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے ملک کو محفوظ بناتی ہیں، اور یوں قوم کو ترقی کی راہ پر گامزن رکھتی ہیں۔

ہم نے خاک سے چُن کر چمکتے ہوئے تارے چنے
اے وطن تیرے سپاہی کبھی ہارے نہیں!

دفاع کی مضبوطی کا مطلب صرف ہتھیاروں اور ٹیکنالوجی سے لیس ہونا نہیں، بلکہ اخلاقی، تعلیمی، اقتصادی اور نظریاتی طور پر مضبوط ہونا بھی ہے۔ اگر قوم قرآن و سنت کی روشنی میں تربیت پائے، علم و عمل میں بلند ہو، اور آپس میں متحد ہو تو ایسا دفاع قائم ہوتا ہے جو دشمن کی ہر چال کو ناکام بنا سکتا ہے۔

خوشحالی اسی وقت ممکن ہے جب امن ہو، اور امن کی ضمانت ایک مضبوط اور منظم دفاع ہی دے سکتا ہے۔ جب قوم کو یہ اطمینان ہو کہ ان کی سرحدیں محفوظ ہیں، تو وہ تجارت، تعلیم، صنعت اور زراعت جیسے شعبوں میں دلجمعی سے کام کر سکتی ہے۔ یہی وہ عناصر ہیں جو کسی بھی ملک کو خود کفیل اور خوشحال بناتے ہیں۔

آیئے! ہم سب اس عہد کی تجدید کریں کہ قرآن کی تعلیمات کو اپناتے ہوئے، اتحاد و اخوت کو فروغ دیں، اور اپنے ملک کے دفاع، سلامتی، اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت میں اپنا کردار ادا کریں۔ کیونکہ ایک متحد، تعلیم یافتہ اور دیندار قوم ہی حقیقی معنوں میں "مضبوط دفاع" کی علامت ہے —— اور یہی ہے "خوشحال پاکستان" کی ضمانت۔

خود کو سیکھنے کا موقع دیں

ابو محمد

انسان کی فطرت میں تلاش، جستجو اور علم کی پیاس رکھی گئی ہے۔ یہ پیاس اسے زندگی بھر سیکھتے رہنے پر آمادہ رکھتی ہے۔ لیکن سب سے قیمتی اور بامقصد علم وہ ہے جو انسان کو اپنے خالق کی معرفت دے، اسے زندگی کا مقصد سمجھائے، اور آخرت کی تیاری کی طرف متوجہ کرے۔ یہی علم دین ہے، جو صرف علماء کے لیے نہیں بلکہ ہر مسلمان مرد و عورت کے لیے فرض ہے، خواہ وہ کسی بھی عمر یا شعبے سے تعلق رکھتا ہو۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ آج کا انسان اپنے وقت اور توجہ کا بڑا حصہ دنیاوی مصروفیات، سوشل میڈیا، اور وقتی خواہشات پر لگا دیتا ہے، مگر علم دین کے لیے "میرے پاس وقت نہیں" کا بہانہ کر لیتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم دل سے چاہیں تو سیکھنے کا وقت خود نکل آتا ہے۔ ہمیں بس خود کو سیکھنے کا موقع دینا ہے۔

علم دین کا سیکھنا محض چند مذہبی کتابیں پڑھنے یا جمعہ کے خطبے سننے تک محدود نہیں۔ یہ ایک شعوری عمل ہے جو انسان کے دل، دماغ، اور عمل کو بدل دیتا ہے۔

جب ایک شخص قرآن کا ترجمہ و تفسیر پڑھتا ہے، حدیث کا مطالعہ کرتا ہے، یا سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جاننے کی کوشش کرتا ہے تو اس کے دل میں نور اترتا ہے۔ وہ جاننے لگتا ہے کہ اس دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے، وہ اپنے اعمال کا محاسبہ کرنے لگتا ہے، اور رفتہ رفتہ اس کے اندر ایک سکون، اعتماد اور تعلق باللہ پیدا ہوتا ہے۔ جو علم انسان کو اس کی ذات، اس کے رب، اور اس کے انجام سے جوڑ دے، اس سے بڑھ کر اور کوئی علم ہو ہی نہیں سکتا۔

سیکھنے کا عمل کبھی مکمل نہیں ہوتا۔ دین کا علم اتنا وسیع ہے کہ اس کی گہرائیوں میں جتنا بھی اترا جائے، مزید سیکھنے کی طلب بڑھتی جاتی ہے۔ اس لیے کسی عمر، کسی پیشے، یا کسی مصروفیت کو بہانہ بنا کر علم دین سے منہ موڑنا

خود اپنے آپ پر ظلم ہے۔ آج اگر ہم یہ طے کرلیں کہ روزانہ صرف دس سے پندرہ منٹ بھی قرآن، حدیث یا کسی معتبر دینی کتاب کے مطالعے میں صرف کریں گے، تو ایک سال میں ہم بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ یہی تھوڑا تھوڑا علم، مستقل مزاجی سے، انسان کی زندگی میں بڑی تبدیلی لا سکتا ہے۔

دین سیکھنے کا ایک اور فائدہ یہ ہے کہ انسان کا عمل درست ہوتا ہے۔ عبادات میں خشوع و خضوع آتا ہے، اخلاق میں بہتری آتی ہے، معاملات میں دیانت آتی ہے، اور انسان ایک بہتر شوہر، بیوی، والدین، دوست اور شہری بنتا ہے۔ معاشرہ اسی وقت سنورتا ہے جب اس کے افراد خود کو سنوارنے کی کوشش کرتے ہیں، اور یہ سنوارنے کا پہلا قدم علم ہے۔ جہالت صرف مدرسے نہ جانے کا نام نہیں، بلکہ حق بات کو نہ جاننے اور نہ ماننے کا رویہ بھی جہالت کہلاتا ہے۔ اگر ہم اپنے اندر جھانکیں تو شاید ہمیں محسوس ہو کہ ہم دین کے بہت سے بنیادی مسائل سے بھی لاعلم ہیں۔ کیا ہمیں نماز کے فرائض، وضو کے ارکان، روزے کے مسائل، یا سود کی حرمت جیسے اہم موضوعات کا مکمل علم ہے؟ اگر نہیں، تو ہمیں فوراً سیکھنے کی نیت کرنی چاہیے۔

آج کے دور میں علم دین سیکھنے کے مواقع پہلے سے کہیں زیادہ آسان اور عام ہو چکے ہیں۔ موبائل فون پر درجنوں مفت کورسز، یوٹیوب پر معیاری دروس، آڈیو کتابیں، آن لائن علماء سے سوال و جواب، اور ہر زبان میں تراجم و تفاسیر دستیاب ہیں۔ اس کے باوجود اگر ہم سیکھنے سے گریز کریں تو یہ ہماری غفلت ہے، مجبوری نہیں۔ ہمیں بس نیت کو پختہ کرنا ہے، اور تھوڑا وقت نکال کر اللہ کے دین کو سیکھنا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں: "اللہ ان لوگوں کو بلند درجات عطا فرماتا ہے جو ایمان لائے اور جنہیں علم دیا گیا۔" (المجادلہ: 11)۔

یہ وعدہ کسی مخصوص طبقے کے لیے نہیں، بلکہ ہر اس شخص کے لیے ہے جو سیکھنے کی راہ اپناتا ہے۔

خود کو سیکھنے کا موقع دینا، دراصل اپنی آخرت کو سنوارنے کا موقع دینا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ دنیا کے شور میں خود کو نہ کھو بیٹھیں۔ اپنے دن کا کچھ حصہ اس مقصد کے لیے وقف کریں کہ ہم اپنے رب کو زیادہ بہتر طریقے سے جان سکیں، اپنی عبادات کو درست کر سکیں، اور اپنے اندر تقویٰ، صبر، اور حسن اخلاق پیدا کر سکیں۔ اس راہ میں کبھی دیر نہیں ہوتی، اور ہر قدم پر اللہ کی مدد شامل حال ہوتی ہے۔ بس پہلا قدم خود کو سیکھنے کا موقع دینا ہے۔

میں درد میں پکاروں، میرے خدا تجھے ہی
آگے ترے جھکوں میں، پوجوں سدا تجھے ہی
ہو آرزو ہمیشہ تابع تری رضا کے
لاکھوں بھی ساتھ گر ہوں، میں دوں صدا تجھے ہی

شائلہ شکیل حیدر آباد

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

زوجہ محمد اقبال

قسط نمبر : ۴

ابھی اس نے ارادہ کیا ہی تھا کہ ہر طرف سیاہ اندھیرا چھا گیا کہ اپنا ہاتھ بھی نظر نہ آتا تھا اس نے پھر علماء یھود کو بلایا کہ جلدی آؤ دیکھو یہ کیا ہو گیا۔

انھوں نے پوچھا کہ راستے میں ایک شعائر ہے کہیں اس کے بارے میں تم نے بری نیت تو نہیں کی، اس نے کہا ہاں یہ بنو ہذیل کے لوگ آئے ہیں وہ کہتے ہیں وہاں کعبہ میں بہت بڑا خزانہ دفن ہے میں جا کر کعبہ کو گراؤں گا انھوں نے کہا تم کعبہ کو نہیں گرا سکتے وہ اللہ کا گھر ہے وہ بنائے ابراھیم ہے تم فوراً توبہ کرو اور چل کر کعبہ کا طواف کرو. اس نے کہا کہ طواف تو میں نہیں جانتا مگر میں تعظیم کرتا ہوں احتراماً میں چلا جاؤں گا لیکن اب میں گراؤں گا نہیں میں نے توبہ کر لی کعبہ کے نہ گرانے کی۔

رات کو تبّع نے خواب میں دیکھا کہ میں کعبہ پر غلاف چڑھا رہا ہوں، اس نے علمائے یھود کو بتایا انھوں نے کہا کہ تعظیم کا یہ بھی ایک طریقہ ہے کہ تم اس کعبہ پر غلاف چڑھاؤ، تو سب سے پہلے کعبہ پر غلاف چڑھانے والا تبّع تھا، اس کے بعد اس کے جانشین غلاف چڑھاتے رہے ، کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ غلاف پر غلاف چڑھتے گا تو یہ سوچنا پڑا کہ اتنے غلافوں کے بوجھ سے یہ دیواریں نہ گر جائیں اس لیے پھر فیصلہ ہوا کہ ایک غلاف رکھا جائے۔

تُبّع ان دونوں علمائے یھود کو لے کر اپنے ملک میں آ گیا اس کی وجہ سے یمن میں بھی یھودیت پھیل گئ۔

اسی زمانے میں جب یمن میں یھودیت غالب آ گئی نجران کے علاقے میں کچھ نصاریٰ موجود تھے اور اسی زمانے میں ہرقل قیصر روم کا بادشاہ نصرانی تھا اور اسی زمانے میں دونواس بادشاہ تھا جس نے اخدود بنائی تھیں خندقیں کھودی تھیں جس میں مسلمانوں کو جلایا گیا تھا کہ یا تو مجھے خدا مانو ورنہ میں تمھیں آگ میں جلا ڈالوں گا۔

اس جلنے والے واقعے میں سے ایک آدمی بچ گیا تھا وہ ہرقل بادشاہ کے پاس گیا کہ یہ کیا بات ہے کہ ہزاروں آدمیوں کو زندہ آگ میں جلا دیا جائے اب تو ہمارے یمن کے قبیلوں میں کوئی بچا ہی نہیں فقط میں بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر تمھارے پاس آیا ہوں کہ تم میری مدد کرو۔

ہرقل جس کا لقب قیصر روم تھا اس وقت زمانے میں دو سپر پاور تھیں ایک قیصر اور دوسرا روم سارے علاقے المانیہ سے لے کر یمن تک ان کے تسلط میں تھے اور ترکمانستان اور ساری کی ساری یہاں کی ریاستیں فارس کے قبضہ میں تھیں۔

قیصر روم نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کو حکم دیا کہ ستر ہزار کی فوج لے کر تم فوراً اس پر حملہ کرو جس نے اتنے لوگوں کو آگ میں جلا ڈالا ہے۔ جاری ہے۔۔۔۔

آپ بیتی

سیمار ضوان

نور باجی آپ کو ایک بری خبر سے آگاہ کرنا ہے۔

حنا نے اپنی بڑی بہن کو روئی ہوئی آواز میں بولا۔

تو نور باجی نے کہا: جلدی سے بتاؤ گھر میں تو سب خیریت ہے نا؟

جی جی گھر میں سب خیریت ہے مگر اطلاع ملی ہے کہ ہما پیاری سہیلی عائشہ کا انتقال ہو گیا ہے۔

نور باجی کو تو جیسے سکتہ ہو گیا ہو۔

بہت ہمت کر کے بولیں کہ نہیں غلط خبر ہو گی۔ کل ہی تو وہ مجھے اپنی اور اپنی بہن جو برسوں بعد اس سے ملنے امریکہ سے پاکستان آئی تھی اس کی تصویر بھیجی ہے۔ وہ دونوں بہت خوش تھیں اور افطار میز پر سجا ہوا تھا جو خود عائشہ نے اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا۔

جی آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں شاید ہماری دوست کو زیادہ خوشی ہی نہیں برداشت ہوئی جس کے دل نے ہمیشہ دکھ سہے ہوں شاید وہ چھوٹی سی خوشی بھی برداشت نہیں کر سکی۔

حنا کی اس بات نے جیسے اور باجی کو جھنجوڑ دیا۔

اور ان کی آنکھوں کے سامنے عائشہ کی ساری زندگی ایک فلم کی طرح چلنے لگی۔

عائشہ جو ہر دل عزیز تھی کیا اپنا کیا پرایہ، امیر یا غریب ہر کسی کے دل کو اپنا دکھ سمجھتی تھی مگر خود کی زندگی میں سکون نام کی چیز نہیں تھی۔ جب شادی کی عمر گزر گئی نصیب میں کوئی اچھا رشتہ نہ ملا تو گھر والوں نے ایک آدمی جس چار بچے تھے اور اس کی بیوی کا انتقال ہو گیا تھا۔ شادی کر لی۔ اس نے اس کوئی نیکی سمجھ کر قبول کر لیا مگر جس سے شادی ہوئی۔ وہ شراب پینے کا عادی تھا۔ رات میں کر آ کر شور شرابہ کرتا تھا۔ عائشہ نے بہت سدھارنے کی کوشش کی لیکن نشہ کا عادی کہاں راہ راست پر آتا ہے۔ اس سے نشہ کی حالت میں عائشہ کو طلاق کا تمغہ دے کر گھر سے نکال دیا۔

اب کیا تھا گھر پر دو عدد بھابیاں تھیں۔ عائشہ انکو اچھی نہیں لگتی۔ عائشہ کو جاب بھی شروع کر لی۔ لیکن بھابھیوں کو ایک آنکھ نہ بھاتی۔ پھر کسی نے عائشہ سے دگنی عمر کا رشتہ بتایا۔ اس نے اپنے گھر کی بے عزتی سے بہتر سمجھا کہ کسی کا سہارا بن جائے۔

اور اس نے اپنی زندگی کا مقصد اپنے بوڑھے شوہر کی خدمت کو بنا لیا۔ ان کے شوہر کے پہلے بچے اُن کی عزت نہ کرتے تھے مگر چپ چاپ وہ سنتی رہی۔ شوہر کی بیماری میں اپنا زیور بھی بیچ دیا۔ بقیہ صفحہ ۱۸ پر

اللہ نے ہمیں ایسی مسلحہ افواج عطا فرمائیے جو دنیا کی طاقتور ترین افواج میں ہے۔ بڑا آسان ہے ان پر انگلی اٹھانا، بڑا آسان ہے ان پر حملے کی بات کرنا، بڑا اسان ہے اسے غیروں کا نظام۔ لیکن کیا جانتے ہیں کہ پاکستان کو

اسرائیل سے، پاکستان کو انڈیا سے، پاکستان کو غیروں کی سازشوں، مکاریوں، پے در پہ حملوں سے کس نے بچار کھا ہے؟

اللہ کی مدد آئی ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں جام شہادت نوش کر رہے ہیں۔

آج بڑی وضاحت سے بات کرنے کی ضرورت ہے کہ نوجوان نسل کو بتلایا جائے یہ دہشت گردی ہے؟ تاکہ یہ کسی فریب کا کسی دھوکے کا شکار نہ ہو۔ نوجوان نسل کو بتلایا جائے کہ الحمدللہ آج بھی ہمارے پاس وہ پوٹینشل ہے جو دنیا کی کسی قوم میں نہیں ہے. ہم نے جس میدان میں قدم رکھا ہے اللہ تعالی نے ہمیں عروج عطا فرمایا. کون سوچ سکتا تھا کہ نان چولہے کو ترسنے والا یہ ملک ایک دن ایٹمی قوت بن جائے گا۔

ہم سے کتنے گناہ بڑا ہے انڈیا الحمدللہ آج بھی اس کی جرات اور ہمت نہیں ہے۔ 1947 سے آج تک اس نے ہمارے وجود کو تسلیم نہیں کیا۔ لیکن اس کے باوجود آج بھی اس کی انکھوں میں انکھیں ڈال کر پاکستان کھڑا ہے اور انشاءاللہ کھڑا رہے گا۔ 1947 میں جن حالات میں پاکستان آگے بڑھا۔ 1971 کے دو لخت ہونے کے بڑے زخم کے بعد لوگوں نے کہا چند دن کی باتیں ختم ہو جائے گا اور جب پے در پہ دھماکے ہوئے تو ہمارا تقابل کیا گیا ایتھوپیا سے، صومالیہ سے اور کہا گیا کہ چند دنوں کا مہمان ہے یہ ختم ہو جائے گا ہمارے عہد میں پروگرام پر حملے کرنے کی کوشش کی گئی وہ کون لوگ تھے؟ جنہوں نے اس کا دفاع کیا وہ کون ہے؟ جو راتوں کو جاگ کر محاذوں پر پہرہ دیتے ہیں؟

اختلافات کسی کو نظریاتی طور پر وہ تو اپنی جگہ ہوں اپنے ہی ملک کی افواج پر حملے کرنا یہ کہاں کا انصاف ہے؟ اور ان سب چیزوں کو سیکھ کر بھی پاکستان اور پاکستانی قوم الحمدللہ آج بھی پورے وقار کے ساتھ کھڑی ہے اور میرے اللہ نے چاہا یہ کھڑی رہے گی۔

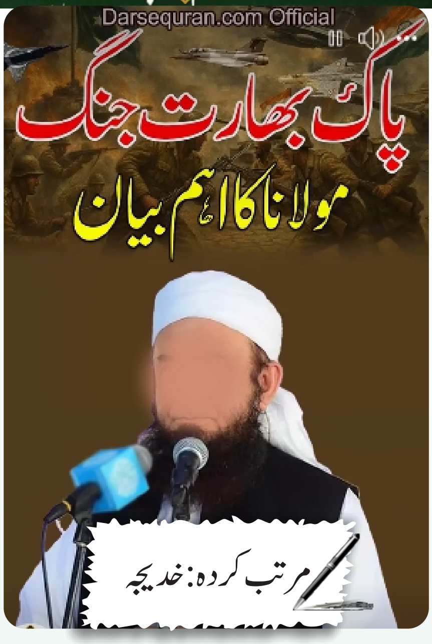

ہندوستان ہمارے اوپر چڑھ دوڑا ایک غلط مفروضے پر پہلگام کو بہانہ بنا کر بغیر تحقیق کے اس نے حملے کیے عام لوگ شہید ہوئے، مرد عورت بچے۔

میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنگ میں درخت نہیں کاٹنے، فصلوں کو نہیں جلانا، عورتوں کو قتل نہیں کرنا، بچوں کو قتل نہیں کرنا، عام شہریوں کو قتل نہیں کرنا، بوڑھوں کو قتل نہیں کرنا، مندر، کلیسا، گرجا گر نہیں گرانا۔

ہمارے کچھ لیڈر کہہ رہے ہیں: انہوں نے ہماری مسجدیں گرائیں تو ہم ان کے مندر گرائیں۔ نہیں میں یہ ہرگز نہیں کہوں گا۔ میں اپنی افواج سے ہاتھ جوڑ کے اپیل کروں گا کسی مندر پہ حملہ نہ کریں، کسی مندر پہ حملہ نہ کریں، کسی گرجے پر حملہ نہ کریں، کسی شہری آبادی پہ حملہ نہ کریں، بلکہ ان کے فوجی ٹھکانوں پر حملہ کریں۔ جب انہوں نے زیادتی کی ہے تو اب اللہ نے ہمیں اجازت دی ہے کہ ہم اس کا جواب دیں تو میں اپنے افواج پاکستان کو ہاتھ اٹھا کے دعا دیتا ہوں اللہ انہیں سلامت رکھے اللہ ان کو ہر میدان میں فتح نصیب فرمائے۔

اللہ نے ہمیں یہ ہیروز دیے ہیں۔ ہمارا سپاہی بھی اتنا ہی قیمتی ہے جتنا جنرل عاصم منیر قیمتی ہے۔ ایک سپاہی شہید ہو، ایک جرنیل شہید ہو دونوں کا درجہ اللہ نے آسمانوں پہ بڑھا رکھا ہے اور میں نے ایسے چھوٹا سا کلپ سنا میں عام طور پر سنتا نہیں ہوں کہ ان کے گھروں میں لاشیں بھیجو تا کہ ان کے گھروں میں بھی چیخ و پکار ہو۔

اللہ کے بندو! ہمارے گھروں میں جب شہید کی لاش آتی ہے۔ تو دیگیں چڑھائی جاتی ہیں، جشن منائے جاتے ہیں، پورے گاؤں والے آ کے مبارک دیتے ہیں،

شہادت ہے مطلوب مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

تو میں افواج پاکستان کے لیے دعا کرتا ہوں، ایئر فورس کے لیے دعا کرتا ہوں، نیوی کے لیے دعا کرتا ہوں، سب کے لیے دعا کرتا ہوں اور آخر میں ایک اپیل کرتا ہوں کہ یہ جو ہمارے ملک میں سیاسی انتشار ہے اس کو اللہ کے واسطے ختم فرما دے اور آپس میں ایک ہو جائیں۔ اگر آپس میں لڑنا بھی ہے تو دشمن سے نمٹنے کے بعد۔ ابھی ایک ہو جائے اور یہ سیاسی اختلاف مٹا دیں۔ اللہ آپ سب کی حفاظت فرمائے کہ آپ کی زندگی ہماری زندگی، آپ کی حیات، ہماری حیات ہم پہلے آپ کے لیے دعا کر رہے ہیں پھر اپنے بچوں کے لیے دعا کر رہے ہیں۔

پاکستان زندہ باد

یکم مئی اور محنت کش خواتین

عذرا خالد (کراچی)

یکم مئی یا کوئی بھی دن مردوں اور خواتین کے لئے یکساں اہمیت رکھتا ہے۔

محنت کش خواتین بھی مردوں کے برابر معاشی میدان میں اپنا کردار ادا کر رہی ہیں۔اس کردار کے ساتھ مزدور خواتین اپنے گھریلو اور عائلی فرائض بھی خوش اسلوبی سے انجام دے رہی ہیں۔کسی بھی انسان کی طرح خواتین شوق سے مزدوری نہیں کرتیں۔انہیں اپنے گھر بار کے معاشی معاملات بہتر بنانے کے لیے لئے روزگار کے لیے گھر سے نکلنا پڑتا ہے۔

دین اسلام نے زندگی کے ہر شعبے کے لیے رہنما اصول امت کو دیے ہیں۔ان اصولوں میں مزدوروں کے حقوق و فرائض بھی وضاحت کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

”مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری ادا کر دو۔“

ایک اور جگہ پر فرمایا:”جن کو اللہ نے تمہارے ماتحت بنا دیا ہے ان کو وہی کھلاؤ جو خود کھاؤ وہی پہناؤ جو خود پہنو،ان سے ایسا کام نہ لو کہ جس سے وہ بالکل نڈھال ہو جائیں۔اگر ان سے زیادہ کام لو توان کی اعانت کرو۔“یعنی انہیں زیادہ مزدوری ادا کرو۔

ہمارے نبی ﷺ کی محنت سے رزق حلال کمانے کی تعلیمات میں ہے کہ،ایک صحابی نے آپ ﷺ سے پوچھا کون سی کمائی سب سے پاکیزہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا،"محنت کی"۔

ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا،"اللہ نے جتنے انبیاء بھیجے ان سب نے بکریاں چرائیں۔یعنی سب نے مزدوری کی اور رزق حلال سے اپنی اور اپنے اہل وعیال کی کفالت کی۔

پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا واحد ملک ہے اس کے دستور میں خواتین کے ساتھ حسن سلوک کے حوالے سے شقیں موجود ہیں مگر محنت کش خواتین کے ساتھ استحصالی رویے جاری ہیں۔خواتین کو کسی بھی سطح کے سماجی انصاف کی ضرورت ہو،روزگار کی ضرورت ہو،روزگار کے تحفظ کا معاملہ ہو یا پوری اجرت ادا کیے جانے کا مسئلہ ہو ہر جگہ خواتین کو کمتر امتیازی رویوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔یہ نہ صرف دستور پاکستان کے خلاف ہے بلکہ دین اسلام کی تعلیمات کے بھی خلاف ہے۔

فیکٹریوں،کارخانوں میں خواتین کو اعلان شدہ سرکاری معاوضہ نہیں دیا جاتا۔ساتھ ہی بطور مزدور انہیں حقوق اور تحفظ میسر نہیں۔جو لوگ مزدور کا استحصال کرتے ہیں

ان کی حیثیت سے زیادہ ان سے کام لیتے ہیں اور ان کو پورا معاوضہ ادا نہیں کرتے وہ دستور پاکستان اور قانون کے تو مجرم ہیں ہی اس کے ساتھ ساتھ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بھی مجرم ہیں۔

وطنِ عزیز میں مزدور عورتیں غربت اور مفلسی کے باوجود معاشرے کی بنیاد تشکیل کرتی ہیں۔اشرافیہ اور متوسط طبقے کے لوگوں کو آرام اور سکون پہنچا کر خود زندگی کی بنیادی سہولتوں سے بھی محروم ہیں۔وطن عزیز پاکستان میں بھی مزدور خواتین کی بڑی تعداد ہے جو گھر والوں کی کفالت کے لیے مردوں کے ساتھ مل کر کام کرتی ہے۔

پاکستان جیسے ترقی پزیر ملک میں خواتین چاہے تعمیراتی کاموں میں مصروف ہوں، اینٹوں کے بھٹوں میں کام کریں، فیکٹریوں میں محنت مزدوری کریں یا گھریلو ملازمہ ایک گھر سے دوسرے گھر صبح سے شام تک کام میں مصروف رہے۔سخت محنت اور مشقت کے باوجود ہمارا معاشرہ ان کو نہ تو پورا معاوضہ ادا کرتا ہے اور نہ ہی ان کو عزت دیتا ہے۔معاشرے کا اس سے بڑھ کر اخلاقی جرم اور کیا ہوگا۔ان گھریلو مزدور خواتین کے ساتھ ہمیشہ اسی طرح کا سلوک رکھا جاتا ہے۔ان گھریلو ملازمین خواتین کے کاموں کی اہمیت کو نہیں سمجھا جاتا۔یہ اپنی غربت اور مفلسی کے باوجود اپنی محنت سے اشرافیہ اور متوسط طبقے کے لوگوں کو آرام اور سکون پہنچا کر خود زندگی کی بنیادی سہولتوں سے بھی محروم رہتی ہیں۔

مرد مزدوروں کے حقوق کی بات تو کی جاتی ہے یکم مئی کو بڑے بڑے سمینار اور کانفرنسز مزدوروں کے حقوق کے لیے منعقد کی جاتی ہیں لیکن مزدور خواتین کے حقوق کا ذکر کم ہی کیا جاتا کے - یہ ہمارے معاشرے کا بہت بڑا المیہ ہے۔

انصاف کی عینک لگا کر دیکھا جائے تو عورت مرد کے برابر کام کرتی ہے، مگر اسے تنخواہ مرد سے کم دی جاتی ہے کہ تم عورت ہو۔

ہر سال یکم مئی مزدوروں کی جدوجہد کی یاد دلاتا ہے، جو انھوں نے اپنے حقوق کے تحفظ کی خاطر سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف اٹھائی تھی۔یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یکم مئی خالص مزدور مردوں کا نہیں بل کہ محنت کش خواتین کا بھی دن ہے۔

سرکاری شعبے میں کام کرنے والی خواتین کی حقیقی صورتِ حال کی مجموعی رپورٹ تیار کی جائے تاکہ مختلف اداروں اور سطحوں پر کام کرنے والی خواتین کو مناسب سہولتیں فراہم کی جائیں۔پرائیویٹ اداروں میں خواتین کی بہتری کے لیے ملازمت کی شرائط، تنخواہ یا مراعات کی تفصیلات طے کرنا بھی اہم اقدام ہے۔عورت کے استحصال کو ختم کیا جائے۔مقامِ ملازمت پر عورت کو ہراساں کیے جانے والے امور کو اور افراد کو مجرم ثابت کر کے ان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔تاکہ ملازمت پیشہ خواتین چاہے وہ گھریلو ملازمہ ہوں یا کسی دفتر یا فیکٹری میں ملازمت کرتی ہوں ان کو اپنی عزت کے ساتھ نوکری کا بھی تحفظ حاصل ہو۔

جب عقل چھٹیوں پر گئی!

مزاح نگاری

رقیہ عطاء اللہ

اللہ رب العزت نے انسان کو عقل کے اہم وصف سے نوازا ہے۔اس عقل شریف کا یہ انسان بعض اوقات زیادہ ہی استعمال کر لیتا ہے۔ بعض اوقات عقل محترمہ کی مصروفیت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ بے چاری بوکھلا جاتی ہیں اور اِدھر کا کام اُدھر اُدھر کا اِدھر ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات جب ہم ان سے زیادہ ہی کام لے لیتے ہیں اور انکو آرام نہیں دیتے تو احتجاجاً عقل صاحبہ بھی بنا اطلاع کے چھٹی پر غائب ہو جاتی ہیں بالکل اسی طرح جیسے آج کل بجلی کی لوڈشیڈنگ سے میں اور آپ پریشان ہیں اور پھر کیا۔۔۔جناب! سفر کتابوں کی الماری تک ہوتا ہے اچانک ہی بی بی عقل سے نسیا منسیا ہو جاتا ہے کہ کس کام سے اپنی ٹانگوں کو زحمت دے کر چل کر الماری تک آئی تھی۔

ایسے ہی زمانہ طالبِ علمی میں، کچن میں ناشتہ کر رہی تھی ذہن تھا کہ سوچوں کے طوفان سے منتشر، اب جناب امی بھی کچن میں موجود تھیں، میری عقل چونکہ چھٹی پر تھی کچن سے نکلتے ہی کنڈی لگا کر چلی گئی پتہ اسوقت چلا جب عقل ٹھکانے آئی۔امی بولیں! تیرے ابا نے آکر دروازہ کھولا وہ حیران تھے۔میں نے کہا یہ اپنی شہزادی کے کام ہیں۔
ایک بار خیر سے کہیں مہمان تھے چائے بنانے کی چاہت ہوئی پھر کیا ہوا کہ چینی کی جگہ نمک ڈال دیا اب چکھی تو بدذائقہ لیکن پھر بھی عقل نہیں لوٹی، مزید دو چمچ بھر کر نمک کے ہی ڈال دیئے اتنے میں چچی آئیں اور چائے چکھی، تھو تھو! کیا ڈالا ہے لڑکی؟ میں سہم کر بولی اس ڈبے میں چینی ہے نا؟ کہا تیری عقل صبح صبح واک کرنے گئی ہے کیا ارے! یہ نمک ہے نمک۔

تو سمجھ میں بات یہ آئے کہ قبل اسکے کہ عقل بے وفائی کر کے ساتھ چھوڑ دے ہم خود ہی اسکو چھٹی دے دیا کریں۔بقول اقبال رحمہ اللہ: اچھا ہے دل کے پاس رہے پاسبان عقل لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

بقیہ صفحہ ۱۳ کا

شوہر ہی نہیں بلکہ ہر کسی کے دکھ کو کم کرنے کی کوشش کرتی تھی۔

شاید کچھ لوگوں کی زندگی میں موت کے بعد ہی سکون آتا ہے۔اور موت بھی اتنی شاندار ملی کو رمضان کی 21 شب کو ان کا انتقال ہوا۔اور سوتے ہوتے ہی اپنے رب سے جا ملیں۔

اللہ تو بہت کریم ہے۔ان کی زندگی مشکل گزری اللہ نے موت آسان کر دی۔نیک لوگوں کا خاتمہ بھی اچھا ہی ہوتا ہے۔اللہ میری پیاری سہیلی کی مغفرت فرمائے (آمین)

میری ذات ذرۂ بے نشاں

قسط 10

ساجدہ بتول

”کیا ہوا؟“ مردود حیران ہوا ”ایک واقعہ یاد آیا ہے۔“ بوڑھے نے دوبارہ کہنا شروع کیا۔ ”خیر میں پہلے اپنی بات پوری کر لوں۔ ہاں تو میں کہہ رہا تھا۔ عورت بہت مجبور ہے۔ اور یہاں اس پر کمانے کی ذمہ داری بھی ڈال دی گئی ہے۔ یہ مسلمان چونکہ آدھے تیتر آدھے بٹیر ہو چکے ہیں۔ مغرب کی تقلید میں عورت پہ گھر کی ذمہ داریاں بھی ڈال چکے ہیں اور مشرقی ہونے کی دھن میں خاندانی نظام بھی بچانا چاہتے ہیں تو اس میں کمزور اور معصوم عورتوں پہ ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں۔ وہ بیچاری اندر اور باہر دونوں طرف گھن چکر بنی ہیں اور ایک ایک فرد کو راضی کرنے کی فکر بلکہ خوف میں اپنا آپ بھول چکی ہیں۔

اب میں بتاتا ہوں کہ میں چونکا کیوں تھا! بوڑھا شیطان اتنا کہہ کر کھنکھارا ”ہاں بتاؤ!“ مردود ہمہ تن گوش ہو گیا۔ ”مجھے اس وقت آج سے چودہ سو سال پہلے کا ایک واقعہ یاد آیا تھا جس میں بیٹی کو بیٹی ہونے کے جرم میں پیدا ہوتے ہی زندہ در گور کر دیا جاتا تھا۔ تم نے سنا ہوا ہی ہو گا۔“ ”میں کہاں سے سنتا!“ مردود نے ناک پہ انگلی رکھی

”اوہ ہاں ہم شیاطین تو جاہل اور گنوار ہوتے ہیں۔“

بوڑھے نے ماتھے پہ ہاتھ مارا ”میں بھول ہی گیا تھا۔ اور یہ بیوقوف مسلمان انسان اتنا بھی نہیں جانتے ان کو علم عقل فہم ہر لحاظ سے مالا مال کیا گیا ہے حتی کہ اگر یہ قرآن کی ایک ہی آیت آیت الکرسی دن میں دس بارہ بار پڑھ لیں تو کوئی نظر بد اور کوئی شیطان ان پہ حملہ آور نہیں ہو سکتا۔ یہ تو علم و شرف سے مالا مال ہیں۔ جاہل اور بے عزت تو ہم ہیں۔ اور اسی لیے ہم ان سے حسد کرتے ہیں“

”اب بکواس ہی کیے جائے گے یا کچھ بتائے گے بھی!“ مردود خاصا بور ہو چکا تھا اپنی ازلی خباثت پہ اتر آیا ”بتاتا ہوں کھوں کھوں کھاں کھاں۔“ بڈھا ایکدم کھانسنے لگا

”ہونہہ نیا ڈرامہ“

مردود نے سر جھٹکا ”جا پہلے۔۔ کھاں کھاں۔ جا۔۔۔ کھیں کھیں۔۔۔ جا کر ان مسلمانوں سے کہہ نماز اور قرآن سے دور رہیں۔ ہمارے سب سے بڑے دو دشمن یہی ہیں۔ پھر ہمارے لیے کسی کی بیٹی کو طلاق دلوانا اور کسی کے پے در پے مالی نقصانات کروانا مشکل نہ ہو گا“ بڈھے نے آخر یہ بات کھانستے کانپتے پوری کر ہی لی۔

”وہ پہلے ہی ان چیزوں سے دور ہیں۔ ہاہاہاہا ہو ہو ہو ہو ہی ہی ہی“ مردود گندگی پہ لوٹنیاں لگاتے ہوئے مکروہ آواز میں قہقہے لگانے لگا ”او یہ اتنے خوبصورت خوب سیرت عقلمند انسان اور ڈرتے ہم سے ہیں۔ ہم بدھوں سے ہم جن کے پاس عقل نام کی نہیں اور ان کے ایک سجدے پہ سارا رعب چھینک کے خود ڈر کر بیٹھ جاتے ہیں ہاہاہاہا“ ”ہا ہا ہا ہا ۔“ گٹر میں اب اس کے ساتھ بڈھے کے قہقہے بھی گونجنے لگے

جاری ہے۔۔۔۔

ایک شاندار محفل جاری وساری تھی۔ چاروں طرف قہقہوں کی بلند ہوتی آوازیں فضا میں گونج رہی تھی ہر کوئی خوش اپنی دھن میں مگن تھا۔ کہ اچانک ایک درد بھری کراہ کانوں میں پڑی۔

فلسطین کی پکار

سویرا جاوید

پلٹ کر دیکھا تو وہ ایک کونے میں کھڑا تھا جسم پر خون کے دھبے، گرد سے بھرے کپڑے، جگہ جگہ سے خون رس رہا تھا اس سب کے باوجود بھی آنکھوں میں چمک تھی جو کہ شاید امید کی آخری کرن تھی۔

لیکن حیرت کی بات یہ تھی کہ کوئی اس کی طرف متوجہ نہ تھا۔ اس کا چہرہ جانا پہچانا لگا۔

تم کون ہو؟

میں نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا:

وہ مسکرایا۔ ایک کرب بھری مسکراہٹ جو شاید صدیوں سے درد سمیٹے ہوئے تھی۔

میں؟

میں فلسطین ہوں۔

میں نے حیرت سے پوچھا۔ مگر تم تو خبروں میں ہوں۔ ہمارے موبائل کے اسٹیٹس میں ہماری دعاؤں میں وہ آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

میں تمہی اسکرین پر رلانے کے لئے نہیں ہو۔

میں زندہ ہو مگر زخمی میں وہ جگہ ہوں جہاں موت ہر وقت رقصاں ہے ہر دن بے گناہوں کا ناحق قتل ہوتا ہے۔ ان گلوں کو لگاتار مسلا جا رہا ہے جو ابھی بہار میں ٹھیک سے کھلے بھی نہیں تھے۔ یہ ازل سے ہوتا آیا ہے کہ مظلوم پر ہمیشہ ظالم نے ظلم کے پہاڑ توڑے ہیں۔ اسرائیل اپنی جابرانہ قوت سے مظلوم کے وسائل کو تباہ و برباد کر رہا ہے، عزت و آبرو کو تار تار کر رہا ہے، تنگ کرنے اور اذیت دینے کے ہزاروں حربے اپنا رہا ہے۔

جہاں شب و روز اسی کرب و تکلیف میں گزرتے ہیں اور تم اپنے گھروں میں آرام سے سوتے ہو۔

مسلمان کی بربادی، تباہی اور خستہ حالی میں اگر اپنوں کا ہاتھ نہ ہوتا تو کسی کی مجال نہیں ہوتی کہ وہ اس پر ظلم کے پنجے گاڑتا۔ فلسطین ہو یا کشمیر جہاں بھی ناحق خون بہے گا اس خون اور ظلم میں برابر کے شریک وہ مسلمان ممالک اور اتحادی ہیں جنہوں نے چپ سادھ لی ہے۔

> ہم چپ تھے کہ برباد نہ ہو جائے گلشن کا سکون
> ناداں یہ سمجھ بیٹھے کہ ہم میں قوت للکار نہیں

حضور صلی ﷺ نے فرمایا تھا:

"مومنوں کی آپس میں ایک دوسرے سے محبت و مودّت اور باہمی ہمدردی کی مثال ایک جسم کی طرح ہے کہ جب اس کا کوئی عضو تکلیف میں ہوتا ہے، تو سارا جسم اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے، بایں طور کہ نیند اڑ جاتی ہے اور پورا جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔" صحیح مسلم-2586

میری نظریں شرم سے جھک گئی۔ میں نے تمھارے لیے دعا کی تھی۔ میری آواز کانپ رہی تھی۔

وہ میرے قریب ہوا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں تھے بلکہ شکوہ تھا۔ تم نے دعا کی مگر تم نے اٹھ کر کچھ کیا۔ تم نے کسی کو بتایا کہ مسجد اقصیٰ صرف ایک عمارت نہیں بلکہ تمہارا ایمان ہے؟

کیا تم نے اپنے بچوں کو سکھایا کہ مسجد اقصیٰ کیا ہے؟ کیا تم نے قلم اٹھایا یا کم از کم آنکھ کھولی؟

مجھ پر خاموشی طاری تھی۔ میرے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ کیونکہ میری بھی فلسطین کے لئے کوشش صرف سوشل میڈیا کی حد تک تھی۔ پیچھے دور اذان کی مدھم سی آواز سنائی دی جو کسی دھماکے کی آواز میں دب گئی۔ اسی اثناء میں وہ پیچھے کو مڑا اس کی زبان پہ جاری تھا کہ میں فلسطین ہوں۔

آس پاس اتنے ہجوم کے ہوتے ہوئے بھی میں اکیلا پڑ گیا۔ سوائے اللہ کے کوئی نہیں میرا۔ میں زخمی ضرور ہوں پر ابھی بھی زندہ ہوں۔ جاگ جاؤ۔ ابھی بھی وقت ہے۔ پھر وہ منظر جیسے دھند میں بدل گیا۔ میرا ضمیر مجھے کوسنے لگا۔ مجھے اپنا آپ مجرم سا لگا۔ کہیں دور اذان کی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔ اس بار کچھ بلند اور پرسوز تھی۔ شاید کسی نے مدد کی ٹھانی ہوں۔

(اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو)

سورہ احزاب: ۳۳

ام صالحہ

ہے کوئی فاطمہ بنت العطار جیسی..

اگر آپ کو بتایا جائے تاریخِ اسلام میں ایک ایسی خاتون بھی گزری ہیں جو عمر بھر صرف تین بار گھر سے باہر نکلی ہیں. کتنا مشکل ہو گا یقین کرنا۔ مگر ایسا ہوا ہے

فاطمہ بنت العطار بغدادیہ

ایسی خاتون ہیں جو پوری زندگی میں صرف تین مرتبہ گھر سے نکلی ہیں۔

پہلی بار جس دن ان کی شادی ہوئی۔ دوسری بار جب وہ حج پر گئیں۔ تیسری بار جب ان کا انتقال ہوا۔ جس دن ان کا وصال ہوا بغداد کی گلیاں یوں بھر گئیں گویا آج عید کا دن ہے۔ تمام حکومتی افراد نے ان کی نمازِ جنازہ ادا کی۔

(المنتظم فی تاریخ الملوک والامم لابن الجوزی)

حفصہ بنت سیرین بہت بڑی محدثہ فقیھۃ تھیں

مہدی بن میمون کہتے ہیں: حفصہ بنت سیرین تیس سال جائے نماز (ایک خاص مقام جہاں نماز پڑھیں جاتی نہ کہ مصلی) پر رہیں وہاں سے صرف دو کاموں کے لیئے باہر آتی تھیں۔ ایک قیلولہ کرنے دوسرے قضائے حاجت کے لیے

(سیر اعلام النبلاء للذھبی)

کیسی باعزت و باکرامت خواتین تھیں جن کا اللہ رب العالمین کے فرمان: وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ (اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو) پر مکمل ایمان اور کامل عمل تھا۔

آج کی مسلمان خواتین جو صرف لفظوں میں سیدہ کائنات کو آئیڈیل مانتی ہیں اور عمل فلمی فاحشات کی زندگی پر کرتی ہیں۔ ان کو کیا خبر عفت و پاکدامنی، پردے و حیاء میں کیسا سکون و اطمینان ہے۔ ان کی تقلید کریں جن کے قدموں میں جنت ملے گی۔

وہ لڑکی...
جو دنیا کو جینا سکھا گئی!

یوسف سراج

وہ جوان مراکشی لڑکی تھی، امنگوں اور ارمانوں بھرے دل والی، امریکہ کی ہارورڈ یونیورسٹی سے پڑھی ہوئی، جہاں سے پڑھنا دنیا کے کسی بھی فرد کا خواب ہو سکتا ہے۔ اسے دنیا کے امیر ترین شخص کی مشہور ترین کمپنی میں جاب مل چکی تھی، ایک ایسی اچھی جاب، جیسی اچھی جاب پانے کیلئے دنیا بس خواب دیکھ سکتی تھی، وہ کمپیوٹر انجینئر تھی اور اسے بل گیٹس کی کمپنی مائیکرو سافٹ میں جاب مل گئی تھی، دو ہزار ڈالر ماہانہ تنخواہ تھی، آگے ترقی کا زینہ تھا، سیکیور جاب تھی، ہر طرح کی سہولت حاصل تھی اور اس دن کمپنی کی پچاسویں سالگرہ تھی، کمپنی کے چنیدہ لوگ واشنگٹن کے اس ہال میں خوشیوں اور کامیابیوں کی کہانی کہنے کو موجود تھے۔

یہ اے آئی سیکشن تھا۔ وہی مصنوعی ذہانت جس نے دنیا بدل کے رکھ دی، وہ اسی اہم اور دنیا کا مستقبل بدل دینے والے ڈیپارٹمنٹ کی اہم رکن تھی، اسی لیے تو یہاں موجود تھی، پھر اس ڈیپارٹمنٹ کا سی ای او سٹیج پر آیا، جہاں مشہور ارب پتی بل گیٹس اور کئی دیگر اہم عالمی شخصیات موجود تھیں۔

یہاں ایک شخص مصطفیٰ بھی تھا، یہ مسلمان اور شامی تھا اور ایسا باصلاحیت کہ اس مشہور کمپنی کے اہم ترین ڈیپارٹمنٹ کا سی ای او تھا۔ اس نے بتانا شروع کیا کہ کس طرح سے مائیکرو سوفٹ کی تخلیق کردہ اے آئی انسانیت کی خدمت سرانجام دے رہی ہے۔ یہی وقت تھا جب مراکشی لڑکی ابتہال کے صبر کا پیمانہ چھلک پڑا۔ وہ اپنی سیٹ سے اٹھی اور سر وقد کھڑی ہو گئی۔ اس نے بولنا شروع کیا، اور جب یہ دھان پان سی مراکشی لڑکی بولی تو وہاں سناٹا چھا گیا، بل گیٹس کو اس کا سامنا کرنے کی جرات نہ ہوئی، اس نے سامعین سے رخ پھر لیا اور دوسری دیکھنے لگا، یہ لڑکی بولی اور بولتی چلی گئ۔ بولتے بولتے اس نے سٹیج کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ اس نے کہا، مصطفیٰ تمھیں شرم آنی چاہیے، تم انسانیت کی خدمت کا نام لیتے ہو، جبکہ تمھاری بنائی اسی اے آئی نے اسرائیل کو کوڈز کے ذریعے یہ سہولت دے رکھی ہے کہ وہ فلسطینی بچوں پر بم برسا سکیں، تم ہمارے بچوں کے قتل میں شریک ہو، تمھارے ہاتھ ان معصوم بچوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں، مصطفیٰ تمھیں اس کامیابی پر شرم نہیں آتی، جو دنیا کے سب سے بے بس، بے سہارا اور بے آسرا چھوڑ دیئے گئے بچوں کو قتل کیلئے ڈھونڈنے میں مدد کر رہی ہے۔ چن چن کے ان کی

سانسیں چھین رہی ہے، جذبات میں آئی ظالموں کی طرف انگلی اٹھائے معصوم سی یہ لڑکی فولاد بنی ڈٹ کے بولتی اور مصطفی کو عار دلاتی رہی، مصطفی! شام میں تمھارے گھر والے بھی جان جائیں گے کہ تم کس کام میں ملوث ہو۔

اسی دوران سیکیورٹی اہلکار آگے بڑھی، اس نے اسے سٹیج پر جانے سے روکا، زبردستی باہر کی طرف دھکیلا اور بالآخر اسے ہال سے باہر نکال دیا گیا، اس سے پہلے یہ فلسطینی رومال سٹیج کی طرف پھینک چکی تھی۔ یہ اپنا فرض ادا کر چکی تھی، یہ دنیا کو بتا چکی تھی کہ بظاہر دنیا بدل دینے والے، دنیا کو پولیو کے قطروں کے تحفے دے کر مسیحا بننے والے دراصل اندر سے کتنے کالے اور کتنے قاتل ہیں۔

لیکن یہ فریضہ ادا کرنے کی ایک قیمت تھی، بھاری قیمت! اس کے سوشل میڈیا اکاؤنٹس معطل کر دیئے گئے، اسے جاب سے نکال دیا گیا، اسے تمام آئی ٹی کمپنیز میں بین کر دیا گیا۔ اس کا روشن مستقبل جس کے پیچھے اس کے ماضی کی طویل جدوجہد، پیسہ اور صلاحیت تھی، پل بھر میں جل کر سب خاک ہو گیا، یہ اپنی اور اپنے مستقبل کی قیمت پر مگر پوری دنیا کو مغرب، اس کی ترقی، اس کی ماڈرن کمپنیز اور ان کی خدمت انسانیت کی اصلیت بتا چکی تھی۔ وہ بس یہی کر سکتی تھی اور بڑی ہمت سے کر گزری تھی، اس نے اس میں کوئی کوتاہی یا بخل نہ کیا تھا۔

وہ نہ کسی ملک کی حکمران تھی اور کسی ایٹمی ملک کی سپہ سالار، اس کے پاس بس اپنا تن بدن تھا اور اپنا سنہرا مستقبل تھا، اک زبان تھی اور کلمہ حق کہنے کا اک موقع۔۔ وہ سب قرباں کر کے بھی یہ کر گزری تھی۔۔ یہ تو حکمران ہیں، جن کے پاس سو عذر اور سو بہانے ہیں، اور یہ ہم ہیں، جن کے پاس قاتلوں کو تقویت پہنچاتی پراڈکٹس کا بائیکاٹ تک نہ کرنے کے کئی عذر اور کئی بہانے ہیں۔ اس نے جاب اور مستقبل ہی نہیں زندگی تک خطرے میں ڈال کے سب چھوڑ دیا اور ہم فلسطین سے محبت کے وہ دعویدار نکلے جو کولا کا ذائقہ تک نہیں چھوڑ سکتے، جو ان کمپنیز سے وابستہ اپنا جھوٹا اور جعلی سٹیٹس بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ فلسطینیوں پر جو بھی گزرے، ہم تو بس یہ سب پینا اور جینا چاہتے ہیں، خواہ ہمیں یہ فلسطینی بچوں کے خون کی قیمت پر ہی پینا اور جینا پڑے۔ رائلٹی، میٹریل اور دیگر مدات میں اربوں روپے ان کمپنیز کو بے شک پہنچتے رہیں، جو انسانی ضمیر، انسانی اصول اور انسانی اقدار کی قاتل ہوں، لیکن ہم کہتے ہیں، اس کاروبار میں ہمارے اپنے بھی تو شریک ہیں۔ افسوس ابتہال کو پتہ نہ تھا کہ جس میں اپنا بھی فائدہ ہو، اس کام میں اپنوں کے لاشے گرانے میں شریک ہوا جا سکتا ہے۔ اور یہ بات انڈیا کی وانیا اگروال بھی نہ جانتی تھی، جس نے اسی کمپنی کے اگلے سیشن میں یہی عمل دہرایا، صدائے احتجاج بلند کی اور جاب کھو دی۔

یہ لڑکیاں تھیں، سو کر گزریں، ہم مرد ہیں، سو ذائقے اور کاروبار بچا رہے ہیں۔ اور ہمیں فلسطین سے بڑی محبت ہے اور فلسطین کے آسمان چھوتے لاشوں پر بھی ہمارا دل روتا ہے۔

کسک

سہیمہ بتول

آٹھ ماہ کی معصوم اور گول مٹول سی عدن فاطمہ کو اچانک ہی گرمی کا اثر ہو گیا۔ الٹیاں اور شدید بخار۔۔۔ بیچاری ایک ہی دن میں کملا سی گئی۔ بار بار منہ خشک ہو رہا تھا۔ چھوٹے چھوٹے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے انتہائی بے چارگی اور معصومیت سے دیکھتی اس کی نظریں خالہ! تھوڑا سا پانی پلا دیں ناں۔

نہ دوائیوں کا اثر ہو رہا تھا اور نہ ہی دم وغیرہ یا کسی کیئر کا، ساری رات اسے بے چینی رہی اور گھر کے افراد میں سے کوئی بھی سو نہیں پایا۔ حتیٰ کہ اس کی اڑھائی سالہ آپی عبیر فاطمہ نے اس کی تکلیف دیکھتے ہوئے کھانا پینا بھی چھوڑ دیا۔ اگرچہ وہ بولتی نہیں لیکن بار بار پریشانی سے عدن کو دیکھنا اور اپنے کھیل چھوڑ کر اس کے پاس آکر کھڑا ہو جانا اس کی پریشانی کو ظاہر کر رہا تھا۔ (عبیر اگرچہ اڑھائی سال کی ہو چکی ہے لیکن اس نے ابھی سوائے چند چھوٹے چھوٹے الفاظ کے بولنا شروع نہیں کیا۔)

عدن میری گود میں تھی اور اس کے بخار کی شدت سے مجھے میرا جسم بھی سلگتا محسوس ہو رہا تھا۔ میرا دل چاہ رہا تھا کہ چاہے مجھ سے ساری آسائشیں لے لی جائیں بس عدن ٹھیک ہو جائے، تندرست پہلے کی طرح چہچہاتی اور شرارتیں کرتی ہوئی۔

تب ہی مجھے لگا کہ جیسے میں غزہ میں ہوں اور میری گود میں لیٹی عدن کو بخار نہیں بلکہ وہ شدید زخمی ہے، کٹا پھٹا، خون بہاتا، بلکتا، جلتا ہوا وجود۔

تب مجھے ادراک ہوا کہ غزہ کے معصوم پھولوں کی نسبت عدن کو تو "معمولی" تکلیف ہے، صرف الٹیاں اور بخار۔ اس کے پاس سب "اپنے" موجود ہیں۔ اسے ڈاکٹر اور ادویہ میسر ہیں، دودھ

اور پانی ہضم نہیں ہو رہا، موجود تو ہے نا کوئی چنگھاڑتی، بم بر ساتی آواز نہیں، زخمیوں کی آہ و بکا نہیں، گرتی عمارتوں کا شور نہیں، آگ، دھواں اور خاک نہیں، بلکہ پر سکون ماحول، اور آس پاس اس کے اپنوں کی شفقت، محبت اور تفکر بھری نظریں ہیں۔

میں لرز ہی تو اٹھی وہ معصوم پھول کیسے یہ سب برداشت کرتے ہوں گے ؟ آپ خود تصور کیجیے ایک تین چار سال کا معصوم بچہ جس نے اپنے ارد گرد ہمیشہ محبتیں اور "نعمتیں" دیکھی ہوں۔ اچانک سب کچھ کھو بیٹھے اپنے گھر کو ملبے کے ڈھیر بنتا اور اس ملبے کے نیچے اپنے والدین کو شہادت کے رتبے پر فائز ہوتا دیکھے۔ پیارے بہن بھائی چیتھڑے بن کر اس کی معصوم نظروں کے سامنے اڑ جائیں۔ قسما قسم کی نعمتوں سے مزین اس کے گھر کی ڈائننگ ٹیبل قصۂ پارینہ ہو جائے اور اسے پانی تک میسر نہ ہو۔

کیا صرف زبان کے چند لمحوں کے ذائقے اور چسکے کے لیے ؟ کیا صرف اپنی سہولتوں کے پیش نظر ؟ کیا صرف بہترین کوالٹی کے حصول کے لیے ؟

پلیز اس فانی دنیا کے لیے اتنی بے حسی کا ثبوت مت دیجیے۔ ان کی مدد کے لیے وہاں نہیں جا سکتے لیکن جو ہو سکتا ہے وہ تو کیجیے نا، دعائیں، مالی تعاون، دشمن کا بائیکاٹ، سوشل میڈیا پر ان کے حق میں آواز۔ اپنے عمل سے ثابت کیجیے کہ وہ ہم سے ہیں اور ہم ان سے، ان کا درد ہمارا درد ہے۔ ہم "جسد واحد" ہیں اور اس تعلق کو دنیا کی کوئی چیز، کوئی طاقت توڑ نہیں سکتی۔

کاش ! یہ کسک، یہ سوچ اور تڑپ سب میں بیدار ہو جائے۔

مولانا رومی نے "تعلق" کی خوبصورت تشریح بارش کے قطرے سے کی ہے کہ بارش کا قطرہ اگر:

1۔ صاف ہاتھوں پر گرے تو پینے کا بہترین مشروب ہو گا۔

2۔ گٹر میں گرے تو پاؤں دھونے کے قابل بھی نہیں ہو گا۔

3۔ گرم سطح پر گرے تو بخارات بن کر غائب ھو جائیگا۔

4۔ لوٹس کے پتے پر گرے تو موتی کی طرح چمکے گا۔

5۔ سیپی کے اندر گرے تو موتی بن کر انتہائی قیمتی بن جائیگا۔

قطرہ وہی ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ اس کا "تعلق" کس سے رہا ہے ؟

لہذا جس سے تعلق رکھیں، اس کی خوب دیکھ بھال کر لیں۔

خواتین کے مسائل

دارالافتاء الاخلاص

بیٹی کو زکوۃ دینے سے زکوۃ کی ادائیگی کا حکم (No-23747)

سوال: مفتی صاحب! ایک خاتون لاعلمی میں زکوۃ کی رقم اپنی شادی شدہ بیٹی کو دیتی رہیں کیونکہ وہ مالی طور پر بہت کمزور ہیں اور ان کے شوہر نشہ کرتے تھے۔ اس سال اس بات کی وضاحت ہوئی تو اب کیا حکم ہے؟ کیا ان کی پچھلے سالوں کی زکوۃ ادا ہو گئی یا دوبارہ کسی اور مستحق کو ادا کرنی ضروری ہے؟

جواب: بیٹی کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی، لہذا گزشتہ سالوں کی زکوۃ دوبارہ ادا کرنا ضروری ہے، البتہ اگر ایک ساتھ یکمشت ادا کرنا مشکل ہو تو حساب کر کے آہستہ آہستہ ادا کی جاسکتی ہے۔ (الدر المختار مع رد المحتار:258/2،ط:دارالفکر)

کسی مسلمان کو "کافر" کہنے کا حکم (No-23740)

سوال: مفتی صاحب! اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو مسلمان سمجھنے کے باوجود غصے میں یہ کہہ دے کہ تم مسلمان نہیں ہو تو ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: واضح رہے کہ کسی مسلمان کو کافر سمجھے بغیر گالم گلوچ کرتے ہوئے غصے میں "کافر یا غیر مسلم" کہنے سے اگرچہ کہنے والا کافر نہیں ہوتا ہے، لیکن ایسا کہنا شرعاً حرام اور سخت گناہ ہے، حدیث مبارکہ میں اس کی سخت ممانعت وارد ہے، لہذا ایسے شخص پر لازم ہے کہ اپنے اس جملے پر توبہ واستغفار کرے اور آئندہ کے لیے اس طرح کا جملہ کہنے سے مکمل طور پر اجتناب کرے۔ (الھندیۃ:278/2،ط:دارالفکر)

بیوی کے خرچے سے متعلق تفصیل (No-23723)

سوال: میرا سوال یہ ہے کہ اگر شوہر بیوی کو خرچہ نہ دیتا ہو بلکہ سسرال میں رہنے کی وجہ سے بیوی بالکل ہی ہر چیز سے محروم ہو جبکہ اچھا خاصا کما لیتا ہو لیکن گھر میں بیوی کو کوئی اختیار نہ دیا جائے تو ایسی صورت میں بیوی کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: واضح رہے کہ بیوی کا نان ونفقہ، رہائش اور لباس وغیرہ ضروریاتِ زندگی عُرف کے مطابق مہیا کرنا شوہر کے ذمہ لازم ہے، اگر شوہر قدرت کے باوجود نہیں دیتا تو یہ اس کی جانب سے ظلم اور زیادتی ہے، جس سے احتراز لازم ہے، ایسی صورت میں بیوی ضرورت کے بقدر اس کے مال سے بغیر بتائے بھی لے سکتی ہے، شرعاً یہ چوری کے زُمرے میں نہیں آئے گا۔ (سنن أبي داود: رقم الحدیث:3532،ط:دارالرسالۃ العالمیۃ)

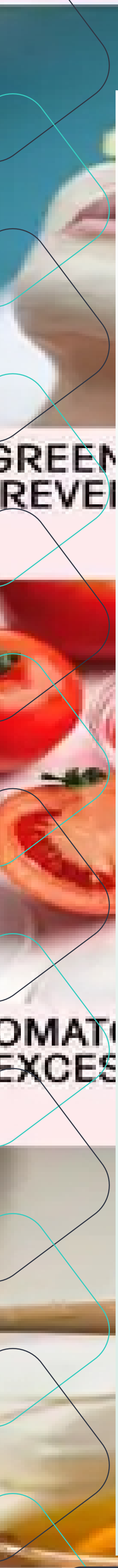

خواتین کے لیے گرمیوں میں بیوٹی ٹپس

رابعہ نوید

1. سن بلاک کا استعمال

ہر بار گھر سے باہر نکلنے سے پہلے SPF 30 یا اس سے زیادہ والا سن بلاک استعمال کریں۔ یہ نہ صرف جلد کو جھلسنے سے بچاتا ہے بلکہ دھوپ سے ہونے والے داغ دھبوں سے بھی حفاظت کرتا ہے۔

2. زیادہ پانی پینا

گرمیوں میں جسم کو ہائیڈریٹ رکھنا ضروری ہے۔ روزانہ 8-10 گلاس پانی پینے سے جلد اندر سے تروتازہ رہتی ہے اور چہرے پر قدرتی نکھار آتا ہے۔

3. آئل فری موئسچرائزر کا استعمال

پسینے اور چکنی جلد سے بچنے کے لیے آئل فری یا جیل بیسڈ موئسچرائزر استعمال کریں، تاکہ جلد نمی یافتہ بھی رہے اور چپچپاہٹ کا احساس بھی نہ ہو۔

4. نیچرل فیس پیک اپنائیں

گرمیوں میں لیموں، کھیرے، ملتانی مٹی، دہی اور ایلوویرا سے تیار کردہ فیس پیک جلد کو ٹھنڈک دیتے ہیں، رنگت نکھارتے ہیں اور دھوپ کے اثرات کم کرتے ہیں۔

5. ہلکا میک اپ کریں

گرمیوں میں کم میک اپ بہتر ہے۔ بی بی کریم، ہلکی لپ اسٹک اور واٹر پروف کاجل کا استعمال کریں تاکہ جلد کو سانس لینے کا موقع ملے اور میک اپ خراب نہ ہو۔

6۔ روزانہ چہرہ صاف کریں

دن میں کم از کم دو بار فیس واش سے چہرہ دھوئیں تاکہ دھول، پسینہ اور چکنائی سے جلد محفوظ رہے۔

7۔ متوازن غذا لیں

تازہ پھل، سبزیاں، دہی، ناریل پانی اور سلاد جلد کو اندر سے خوبصورت بناتے ہیں۔ فاسٹ فوڈ اور مصالحے دار کھانوں سے اجتناب کریں۔

8۔ بالوں کی حفاظت

گرمی اور پسینے سے بال کمزور ہو سکتے ہیں۔ ہفتے میں دو بار کسی ہربل شیمپو سے بال دھوئیں اور ناریل یا بادام کا تیل لگائیں۔

9۔ ٹھنڈے پانی سے منہ دھونا

گرمیوں میں دن میں کئی بار ٹھنڈے پانی سے منہ دھونا جلد کو فریش رکھتا ہے اور اضافی آئل کو کنٹرول کرتا ہے۔

10۔ اچھی نیند لیں

اچھی نیند جلد کی خوبصورتی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ روزانہ کم از کم 7-8 گھنٹے کی نیند جلد کو تروتازہ اور ہشاش بشاش رکھتی ہے۔

آج عید کا رسالہ ایک عرصہ کے بعد صفحہ در صفحہ پڑھ ہی لیا۔ بس سکرین کی ریڈنگ تھوڑی مشکل لگتی۔ مگر مزہ آیا الحمد للہ تعالی۔ (نازیہ اکبر)

ماشاءاللہ، الحمدللہ ہمیشہ کی طرح بہت ہی خوبصورت اور دلکش اور بہترین تحاریر اور مواد کا انتخاب کیا گیا سب سے زیادہ محنت فاطمہ آپی آپ کی کمال کی ایڈیٹنگ کی اللہ پاک مزید ترقی دے آمین ثم آمین (حفصہ سلطان)

مجھ کو مصروفیت کی وجہ سے رسالہ پڑھنے کا موقع کم ہی ملتا ہے۔ مگر آج جب موقع ملا تو پورا ایک ہی دفعہ میں پڑھ لیا

ماشاءاللہ بہت اچھی تحریریں ہیں آپ سب کی، فاطمہ آپ جس انداز سے رسالے کو سجاتی ہیں۔ ہر صفحہ کی شان بڑھ جاتی ہے آپ بہت دل سے کام کرتی ہیں۔ کلام الھی کلام نبوی ﷺ نے ایمان تازہ کر دیا۔ حمد کو آنکھیں بند کر کے پڑھنے سے بہت لذت ملی بہت مزا آیا۔ عید مبارک کی تحریر میں ہم کو جگانے کی کوشش کی ہے کاش ہم وقت گزرنے سے پہلے جاگ جائیں۔ اولاد کی تربیت کے 27 اصول بہت قیمتی ہیں اللہ پاک ہم کو عمل کرنے والا بنا۔ اہل غزہ کو کیسے کہوں عید مبارک نے دل کو مٹھی میں لے لیا اور بغیر آواز کے آنسو گرتے رہے۔ عید خط میں ایک بہن کی محبت اور دوسری بہن کی بے رخی دکھا کر ان رشتوں کی ڈور کی پائداری یا کمزوری دکھائی جو دو الگ شہروں میں ہیں، مگر آج اگر ایک شہر میں بھی ہوں تو بھی بعض رشتوں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ دعا کے آداب قیمتی تحریر ہے۔ مجھ کو عیدی آپ دیں پڑھ کر مسکراہٹ کے ساتھ آنسو بھی گرتے رہے ایسا لگا کہ جیسے لکھنے والی بہن نے ہمارے دلوں کی بھی ترجمانی کی ہو۔ انوکھی عید کی ہیپی اینڈنگ سرپرائزنگ تھی۔ خواتین کے مسائل سب معلوماتی تھے وقت کی مناسبت سے۔ جنگ کی آتش میں جھلستے بچوں کی عید کی تحریر نے مجھ کو غزہ میں پہنچا دیا اللہ میرے ان بہن بھائیوں اور میرے معصوم بچوں کو اس کا بہترین نعم البدل اور اجر عظیم عطا فرما کاش میں ان کے لئے بہت کچھ کر سکوں۔ گمشدہ عیدیں اچھی تحریر تھی۔ میک اپ ٹپس بہت کام کی ہیں۔ عید الفطر کی خوشیاں بھی اچھی تحریر رہی۔ اور ترکش کنافہ بنانا بنتا ہے ماشاءاللہ مزے کی ترکیب لگ رہی ہے

ماشاءاللہ بہت اچھا رسالہ تھا۔ (صبا اقبال)

اتنا شاندار تبصرے کرنے پر آپکا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ واقعی میں لگتا ہے آپ نے رسالہ پڑھا۔ اور اس سے دلی خوشی ہوتی ہے کہ محنت وصول ہوگئی ہے۔ الحمدللہ

گرمیوں کے مشروبات

فرحت بخش اور غذائیت سے بھرپور

عائشہ نعیم

لیموں پودینہ شربت

اجزاء:

تازہ لیموں کا رس: آدھا کپ، پودینے کے پتے: ایک مٹھی, چینی: حسبِ ذائقہ (تقریباً 4 کھانے کے چمچ) کالا نمک: آدھا چائے کا چمچ، برف: حسبِ ضرورت, ٹھنڈا پانی یا سوڈا واٹر: 2 گلاس۔

ترکیب:

پودینے کے پتوں کو دھو کر بلینڈر میں لیموں کا رس، چینی، کالا نمک اور تھوڑا سا پانی ڈال کر اچھی طرح بلینڈ کر لیں۔ بلینڈ کیے گئے آمیزے کو چھان لیں تاکہ پتے الگ ہو جائیں۔ ایک جگ میں برف ڈالیں، اس میں چھانا ہوا آمیزہ اور ٹھنڈا پانی یا سوڈا واٹر شامل کریں۔ اچھی طرح مکس کریں اور پودینے کے پتوں یا لیموں کے قتلے سے گارنش کریں۔ ٹھنڈا ٹھنڈا پیش کریں اور گرمیوں کا لطف اٹھائیں!

تربوز کا کولر

اجزاء:

تربوز کے ٹکڑے (بیج نکال کر): 2 کپ، لیموں کا رس: 2 کھانے کے چمچ، چینی یا شہد: حسبِ ذائقہ، برف: حسبِ ضرورت، کالا نمک: چٹکی بھر

ترکیب:

تربوز، لیموں کا رس، چینی اور کالا نمک بلینڈر میں ڈال کر بلینڈ کر لیں۔ برف شامل کریں اور دوبارہ بلینڈ کریں۔ گلاس میں ڈال کر پودینے کے پتوں سے سجا کر پیش کریں۔

آم کا پانا Kairi Panna

اجزاء:

کچی کیری (آم): 2 عدد، چینی: آدھا کپ، بھنا ہوا زیرہ پاؤڈر: 1 چائے کا چمچ، کالا نمک: آدھا چائے کا چمچ، پانی: 3 کپ۔

ترکیب:

کچی کیری کو ابال کر گودا نکال لیں۔ چینی، نمک اور زیرہ شامل کر کے بلینڈ کریں۔ پانی شامل کریں اور اچھی طرح مکس کریں۔ ٹھنڈا کر کے برف کے ساتھ پیش کریں۔

ٹھنڈی ستو شربت (دیسی روایتی قوت بخش مشروب)

اجزاء:

ستو (جو یا چنے کا آٹا): 2 کھانے کے چمچ، پانی: 1 گلاس نمک یا چینی: حسبِ ذائقہ، لیموں کا رس: 1 کھانے کا چمچ برف: حسبِ ضرورت۔

ترکیب:

تمام اجزاء کو اچھی طرح مکس کریں۔ برف ڈالیں اور ٹھنڈا کر کے پیش کریں۔